

میوات کی تاریخی مساجد

مصنف
عطاء الرحمن قاسمی

* حرفے چند *

میوقوم اور علاقہ میوات کی تاریخ و تہذیب، شخصیات
و تحریکات، زبان و لسانیات اور شعر و ادب کے بارے میں ہم،
نادر و نایاب اور اہم کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں، رسائل و جرائد
کے شماروں اور مضامین کو * پی ڈی ایف * کے ذریعہ سے محفوظ
اور عام کرنے کے لیے جہد و مساعی کر رہے ہیں، دوستوں سے
گزارش ہے کہ دل چسپی لیں اور تعاون فرمائیں، ان کے پاس
یا ان کے علم میں کسی بھی نوع کی کتابوں حتیٰ کہ کوئی خبر،
اشتہار، دعوت نامہ، خط، تصویر یا کوئی دستاویز مطبوعہ یا غیر
مطبوعہ، جو کچھ بھی ہو، ازراہ کرم ہمیں فراہم کریں تاکہ اسے
محفوظ کر کے دست برد زمانہ سے بچایا جاسکے اور اہل علم و تحقیق
کی اس مواد و لوازمہ تک رسائی بالکل آسان ہو سکے۔ ہم آپ کے
تعاون کے دل سے شکر گزار ہوں گے۔

توصیف الحسن میواتی الہندی

وائس ایپ نمبر / 9813267552

پنجاب و ہریانہ کی

ناریخی مساجد

عطاء الرحمن قاسمی



پنجاب وقف بورڈ

پنجاب و ہریانہ کی تاریخی مساجد

عطاء الرحمن قاسمی

پنجاب وقف بورڈ، انبالہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	پنجاب و ہریانہ کی تاریخی مساجد
مصنف	مولانا مفتی عطاء الرحمن قاسمی
سن طباعت	۱۵ / مارچ ۲۰۰۰ء
صفحات	۵۴۰
قیمت	۲۰۰ /
تعداد	ایک ہزار
کمپوزنگ	اردو و عربی کمپیوٹر سنٹر - ۱۸ / سی ایو الفضل انکلیو اوکھلا نئی دہلی ۲۵
مطبوعہ	جے کے آفسیٹ جامع مسجد دلی، ۶
ناشر	پنجاب وقف بورڈ
	۵۰ / سردار پٹیل مارگ انبالہ کینٹ

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
11	مسجد ناصر علی سرہندی	16	ایک حوصلہ افزاء اقدام
22	لال مسجد	20	تاثرات
25	برائے گاہیں	27	پنجاب وقف بورڈ
27	مسجد حاجی بابا رتن ہندی	37	اپنی بات
40	قلعہ بھٹنڈہ	44	مسجد مجددیہ سرہندی
42	حاجی رتن ہندی	47	درگاہ عالیہ مجددیہ سرہند کا
43	مقبرہ حاجی رتن		صدر دروازہ
44	مسجد رضیہ سلطان	48	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
45	زیر تعمیر مسجد	52	مسجد مجددیہ
46	عید گاہ حاجی رتن	55	وفات
47	مسجد خالد بن ولید	59	خواجہ محمد معصوم سرہندی
48	خالد بن ولید کی شخصیت	60	مدفن
80	مزار خالد بن ولید	61	مسجد معصومیہ
81	مسجد خالد بن ولید	63	چھوٹی مسجد
82	گور غریباں		

۱۰۷	تکلیف شاد شہداء	۱۱	جامع مسجد محلہ شیخان سبزی منڈی
۱۰۹	جامع مسجد لدھیانہ	۱۱	کتبہ
۱۱۰	مسجد ام المدارس	۸۴	جامع مسجد بنوڑ
۱۱۲	مسجد ناصر الدین جالندھر	۸۶	مسجد بنگش
۱۱۴	مرکزی گیٹ	۸۹	تاریخ بنا اور بانی مسجد
۱۱۵	حضرت امام ناصر الدین	۹۰	حضرت شیخ آدم بنوری کی
۱۱۶	مسجد		شخصیت
	مسجد کا انخلاء	۹۱	قصبہ بنوڑ کی دوسری عظیم شخصیت
۱۱	چلہ گاہ بابا فرید الدین گنج شکر	۹۲	مسجد سرائے مغل جرنیلی سڑک
۱۱۸	درگاہ	۱۱	جی ٹی روڈ
۱۱	حضرت خواجہ امام ناصر الدین	۹۴	سرائے شیر شاہ سوری
	کی شخصیت	۹۵	مسجد مغل سرائے
۱۲۰	مسجد خیر الدین امرتسر	۱۱	غیروں کی شہادت
۱۲۷	بانی مسجد	۹۷	مسجد کلانور گرداسپور
۱۲۸	فارسی کتبہ	۱۱	اکبر کی تاجپوشی
۱۲۹	صحف	۱۰۰	ویران مسجد
۱۳۰	در	۱۱	کتبہ اول
۱۱	اندرون مسجد	۱۰۱	کتبہ ثانی
۱۳۱	گنبد	۱۰۳	شاہی مسجد لدھیانہ
۱۱	مدرسہ عربیہ مسجد خیر الدین	۱۰۶	شاہی مسجد

۱۵۱	باب الداخلہ	۱۳۲	مسجد خیر الدین اور تحریک
//	فارسی کتبہ		آزادی و وطن
۱۵۲	انگریزی کتبہ	۱۳۳	سرائے جدید
۱۵۳	ماذنہ	۱۳۴	سرائے آغا خاں
۱۵۴	گنبد	۱۳۵	جامع مسجد جان محمد امرتسر
//	اندرون مسجد	۱۳۶	کتبہ اول
۱۵۶	جامع مسجد سیف آبادی	۱۳۷	کتبہ ثانی
۱۶۲	جامع مسجد سیف آبادی	//	یام پور
//	مسلم کالونی پٹیاں	۱۳۸	اندرون مسجد
۱۶۳	جامع مسجد بٹالہ	۱۳۸	مولانا ثناء اللہ امرتسری کی
۱۶۸	مقبوضہ جامع مسجد		امامت و خطابت
۱۶۹	تاریخ ہند کا ایک سیاہ باب	۱۴۰	مسجد نور، امرتسر
۱۷۰	پنجاب وقف بورڈ کا سروے	۱۴۱	کتبہ
//	غیر مسلم پٹاری کی شہادت	۱۴۳	مسجد درگاہ مانکی پور
//	مدرسہ ضلع گرو واسپور	//	مرکزی دروازہ
۱۷۲	مسجد ضلع گرو واسپور	۱۴۴	درگاہ
۱۷۵	مسجد نبی پور (گھاؤں)	۱۴۵	مسجد درگاہ
۱۷۷	جامع مسجد ہوشیار پور	۱۴۶	مالاب
۱۷۸	جامع مسجد	۱۴۷	مقبوضہ مسجد
۱۷۹	عید گاہ	۱۴۸	جامع مسجد کپور تھلہ
//	اسلامیہ ہائی اسکول باٹل	۱۴۹	جامع مسجد

۲۰۴	جامع مسجد	۱۸۰	اردو کتبہ
۲۰۵	گنبد	//	انگریزی کتبہ
//	مینار	۱۸۲	جامع مسجد پھگواڑہ
۲۰۶	پارک	//	جامع مسجد
//	معذرت	۱۸۳	تقسیم ملک اور مسجد پر ناجائز قبضہ
۲۰۷	جامع مسجد مختصر	۱۸۴	مسجد میں جلسہ سیرۃ النبی
۲۰۸	جامع مسجد	//	مولانا کی آخری آرام گاہ
//	تاریخی کتبہ	۱۸۶	مسجد خلیفہ بن عبدالعزیز
۲۰۹	صحیح	//	جلیانوالہ باغ
//	بام دور	۱۸۸	گولڈن ٹیمپل کے احاطہ میں مسجد
۲۱۰	اندرون مسجد	۱۸۹	درگاہ شیخ فناء تحصیل ترن تارن
//	مسجد میں گوردوارہ	۱۹۱	مسجد دارالاسلام
۲۱۲	قبرستان		پٹھان کوٹ
۲۱۳	مسجد بابا فرید کوٹ	۱۹۳	دارالاسلام پٹھانکوٹ
۲۱۴	مسجد	۱۹۴	مسجد دارالاسلام
۲۱۵	چلہ گاہ بابا فرید	۱۹۶	جامع مسجد مالیر کوٹلہ
//	حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر	۱۹۸	جامع مسجد پر ایک نظر
۲۱۷	قلعہ	//	مسجد بند والی
//	گدڑی صاحب	۲۰۰	عید گاہ
۲۱۹	جامع مسجد فیروز پور	۱۰۲	مقبرہ شیخ صدر الدین
۲۲۰	مسجد چھاوانی	۲۰۳	جامع مسجد چندلی گڑھ

۲۳۱	مسجد بسستی ٹیکاوالی	۲۳۱	حضرت ابو علی شاہ قلندر اور
۲۳۲	جامع مسجد	۲۳۲	علاء الدین خلجی
۲۳۳	مسجد ابو علی شاہ قلندر پانی پت	۲۳۰	وصال اور مزار
۲۳۴	قلندری گیٹ	//	حضرت مبارک علی شاہ کا مقبرہ
۲۳۵	مولانا حالی اور نیشنل لائبریری	۲۳۱	آخری بات
۲۳۶	مزار مولانا حالی	۲۳۲	مسجد درگاہ شمس الدین ترک
۲۳۸	حوض	پانی پتی	
۲۳۹	صحف	//	حضرت شمس الدین ترک
//	مسجد ابو علی شاہ قلندر	۲۳۳	وفات
۲۳۰	کتبہ ندارد	۲۳۵	درگاہ پر ناجائز قبضہ
۲۳۱	گنبد اور مینار	۲۳۶	مقبوضہ مسجد
//	مقرب خان کے مختصر حالات زندگی	۲۳۷	مسجد مخدوم صاحب
۲۳۲	مقبرہ، نواب مقرب خاں کا،	//	پانی پت
//	طرز تعمیر	۲۳۸	مقبرہ مخدوم صاحب
۲۳۳	موسمیات کی شناخت کیلئے	۲۵۰	مخدوم المشائخ کا مختصر تذکرہ
۲۳۴	قیمتی پتھر	۲۵۲	مسجد مخدوم صاحب
//	زہر مہرہ	۲۵۳	مرقد
۲۳۵	مقبرہ ابو علی شاہ قلندر	۲۵۴	مسجد اور درگاہ کا انخلاء
۲۳۶	کسوٹی کا پتھر (ستون کسوٹی)	۲۵۵	مدرسہ مخدوم
۲۳۷	حضرت ابو علی شاہ قلندر کا مختصر تذکرہ	//	مسجد مخدوم صاحب میں
			گاندھی جی کا خطاب

۲۷۳	گوردھیشور یونیورسٹی کے احاطے میں مقبرے	۲۵۶	مسجد درگاہ بو علی شاہ قلندر کرنال
//	جامع مسجد حصار فیروزہ میں بنو مان مندر	//	کرنال کی وجہ تسمیہ
۲۷۵	مسجد قلعہ کہنہ ہانسی	۲۵۸	درگاہ بو علی شاہ قلندر
۲۷۸	مسجد درگاہ اندرون قلعہ	//	مقبوضہ مسجد درگاہ بو علی شاہ قلندر
۲۸۱	قلعہ کی دوسری مسجد	۲۶۰	بانی مسجد
//	مسجد چہار قطب یا مسجد فیروز شاہی	۲۶۱	مسجد میں گرنختہ صاحب
۲۸۲	مسجد چہار قطب کا تذکرہ	//	قلندری دروازہ
۲۸۳	مشائخ ہانسی	۲۶۲	درگاہ قصوری
۲۸۵	لولیاء مسجد کی روحانی اہمیت و عظمت	۲۶۵	مسجد حصار فیروزہ
//	اردو کتبہ		حصار فیروزہ کے دروازہ پر نصب شدہ تختی
۲۸۶	لحاظہ چہار قطب کے دوسرے آئند	۲۶۷	حصار فیروزہ کی تاریخ تعمیر
۲۸۸	مسجد قلعہ فتح آباد	۲۶۹	بانی مسجد حصار فیروزہ
//	فتح آباد	//	تختن میں مقبرہ
//	عید گاہ	۲۷۰	تختن میں مینار ہزریں
۲۹۰	مسجد جمایوں (قلعہ فتح آباد)	//	درود یوار کی دلاویزی
۲۹۲	مسجد کوٹلہ میوات	۲۷۱	خوض کبیر
۲۹۳	شاہی مسجد عید گاہ مالہ	۲۷۲	سہ دری
۲۹۶	مسجد بھونڈی	//	محل
//	بھونڈی میں حضرت معین الدین	//	مسجد دانا شیر بہلول

۳۱۲	محکمہ آثار قدیمہ (ASI)		چشتی کی تشریف آوری
	سے دردمندانہ اپیل	۲۹۸	مسجد کافن تعمیر
۳۱۳	مسجد مقبرہ ابراہیم سورنارنول	۲۹۹	تہہ خانہ
۳۱۶	مسجد ابراہیم سور	//	منہدم دیوار
۳۱۷	مسجد	۳۰۰	وقف زمین
۳۱۸	مقبرہ ابراہیم سور	//	مقبرے
۳۱۹	مدرسہ	۳۰۱	مسجد درگاہ شیخ موبسی پلہ
۳۲۱	مسجد درگاہ حضرت قادر قیص اعظم	۳۰۲	مسجد کالمی باغ پانی پت
		۳۰۶	تاریخ تعمیر مسجد
۳۲۲	حضرت شاہ قادر قیص اعظم	//	مرکزی دروازہ
	کی شخصیت	۳۰۷	صحن
۳۲۳	ساڈھورہ میں آمد	۳۰۸	ٹاکارہ کنواں
۳۲۴	ہمایوں بادشاہ	//	مسجد میں نماز باجماعت
۳۲۵	وفات	۳۰۹	در کی تعمیری خصوصیت
۳۲۶	درگاہ قیص اعظم	//	تاریخی کتبہ
۳۲۷	درگاہ کی مسجد	۳۱۰	شمالی والان
۳۲۸	کتبہ	//	جنوبی والان
//	صدر دروازہ	۳۱۱	گنبد
۳۲۹	برآمدہ	//	جنوبی شکستہ گنبد
//	اندرون مسجد	//	مسجد کی وقف اراضی

۳۴۶	گنبد	//	مسجد کی ناگفتہ بہ حالت
۳۴۷	ارون شوری صاحب کا مبلغ علم	۳۳۱	جامع مسجد فرید آباد
۳۴۹	مسجد قلعہ سیف خاں	۳۳۲	فرید آباد
	بہادر گڑھ	//	تعمیرات کا ذوق
۳۵۰	سیف آباد	۳۳۶	جامع مسجد فرید آباد
//	مسجد اندرون قلعہ	۳۳۷	فارسی کتبہ
۳۵۱	سیف خاں کا مزار	۳۳۸	اندرون مسجد
۳۵۲	جامع مسجد تراوڑی	۳۳۹	مقبوضہ وقف اراضی
۳۵۳	اعظم آباد (تراوڑی)	۳۴۰	امامت و خطابت
۳۵۴	قلعہ	//	عید گاہ
۳۵۵	مسجد قلعہ اعظم آباد	//	تالاب
//	شاہی تالاب	۳۴۱	مسجد سید واڑہ
//	شاہی عید گاہ	۳۴۲	مسجد قاضیان ساڈھورہ
۳۵۶	جامع مسجد	//	مسجد قاضیان کا محل وقوع
۳۵۷	مسجد کا انخلاء	۳۴۳	بانی مسجد قاضیان
۳۵۹	شاہی جامع مسجد پنجور	//	کتبہ کی شہادت
//	بانی شاہی مسجد	۳۴۴	باب الداخلہ
۳۶۲	فدائی خاں کا مختصر تعارف	//	صحیح
۳۶۳	فدائی خاں کی تعمیرات	//	کچے صحیح میں مزارات
//	مہاراجہ پٹیل اور بانی مسجد کا	۳۴۵	تین در
	وصیت نامہ	//	اندرون مسجد

۳۸۱	قدیم قبرستان	۳۶۵	باب الداخلہ
۳۸۲	اسکول اور مدرسہ	//	نہج
//	مقبوضہ جامع مسجد	۳۶۶	نہج میں و نحو خانہ زیر تعمیر
//	عید گاہ	۳۶۷	در
۳۸۳	مسجد شیخ چلی تھانیر	//	بیت الصلوٰۃ
۳۸۵	شیخ چلی	۳۶۸	گنبد
۳۸۶	مدرسہ شیخ چلی	//	کے ۳ء کا حادثہ
۳۸۷	مقبرہ شیخ چلی	//	باؤلی
۳۸۸	مسجد شیخ چلی	۳۶۹	تالیاں
۳۸۹	مقبرہ شیخ جلال الدین تھانیری	۳۷۰	مغل گارڈن پنچور
۳۹۰	کتبہ	۳۷۳	مسجد شاہ نجم الحق سہنہ
۳۹۱	مسجد شیخ تھانیری	//	مسجد شاہ نجم الحق
۳۹۲	کھنڈر لٹ	۳۷۵	مسجد نجم الحق میں سرکاری اسکول
۳۹۳	مسجد لکھی شاہ شہر انبالہ	۳۷۶	مسجد بارہ کھمبہ سہنہ
۳۹۷	مقبرہ لکھی شاہ	//	گننام مسجد
۳۹۸	مسجد لکھی شاہ	۳۷۷	سید ناصر الدین سونی پت
۳۹۹	جامع مسجد سائیں توکل شاہ	۳۷۸	درگاہ ماموں بھانجے
//	مسجد کی فنی خصوصیت	۳۸۰	مسجد سید ناصر الدین
۴۰۱	مسجد حضرت سائیں توکل شاہ	//	فارسی کتبہ
	میں کمپ	۳۸۱	مسجد کاندرونی حصہ

۴۰۲	کنواں	۱۱	پنجاب وقف بورڈ کی تشکیل
۱۱	مدرسہ	۴۲۰	حضرت سائیں توکل شاہ کی شخصیت
۴۰۳	جامع مسجد خضر آباد	۴۲۱	قطعہ تاریخ
۴۰۴	قتل عام	۴۲۲	ٹیکنیکل ادارے
۴۰۵	مسجد رسول پور پلوال	۴۲۳	مسجد میراجی بھیک
۴۰۶	مسجد رسول پور	۴۲۶	میراجی بھیک
۴۰۸	مقبرہ سید چراغ	۱۱	مقبرہ
۱۱	لوح	۴۲۷	مقبوضہ مسجد
۴۰۹	نئی بیویوں کی مسجد	۱۱	درگاہ محمد شاہ کیتھل
۴۱۰	قلعہ	۴۲۸	جامع مسجد کیتھل
۴۱۱	کربلا	۴۲۹	جامع مسجد
۴۱۲	جامع مسجد میہم	۴۳۰	درگاہ شاہ کمال کیتھل
۴۱۳	جامع مسجد میہم	۴۳۳	درگاہ شاہ سکندر
۴۱۴	کتبہ	۱۱	عید گاہ
۱۱	مسجد میں گوردوارہ	۴۳۴	گمنام مقبرہ
۴۱۵	باولی	۴۳۵	درگاہ مخدوم شاہ صاحب
۴۱۶	جامع مسجد روہتک	۴۳۶	شاہی مسجد بوڑیہ
۴۱۷	جامع مسجد روہتک	۴۳۸	شاہی مسجد بیر والی
۴۱۸	مسجد فردوس	۴۳۹	جامع مسجد
۴۱۹	مسجد علی وردی خاں	۴۴۱	مسجد میں اصطلیل اور انخلاء
	گوڑگانوال		

۱۱	تاریخ بنما	۴۴۲	مسجد علی وردی خاں
۱۱	فارسی کتبہ	۴۴۳	مسجد موضع چومہ کھیرہ
۴۶۵	صدر دروازہ	۴۴۵	مسجد بارہ ہزاری ریواڑی
۴۶۶	حوض اور در	۱۱	مسجد بارہ ہزاری
۱۱	گنبد	۴۴۶	کتبہ
۴۶۷	تقسیم وطن اور مسجد	۴۴۷	لال مسجد
۴۶۸	جامع مسجد کینٹ انبالہ	۴۴۸	مسجد گاروہ
۴۶۹	مسجد کی وسعت	۴۴۹	جامع مسجد لوہارو
۱۱	کھڑکیاں	۴۵۱	جامع مسجد
۱۱	باب الداخلہ	۴۵۲	کتبہ
۴۷۰	مولانا مبین الدین صاحب کی	۴۵۳	مسجد قلعہ نواب لوہارو
	خطابت	۴۵۶	کالی مسجد جھجھر
۱۱	مسجد کی واگزاری	۴۵۸	کالی مسجد
۴۷۳	دینی ادارہ	۱۱	مسجد باغ جہاں آرا جھجھر
۴۷۴	افتخار المساجد	۴۵۹	مسجد مقبرہ بہادر گڑھ
۴۷۵	افتخار المساجد	۴۶۱	جامع مسجد بلب گڑھ
۴۸۱	ہریانہ کی متفرق مسجدیں	۴۶۲	عید گاہ بلب گڑھ
۱۱	جامع مسجد مہندر گڑھ	۴۶۳	قلعہ
۱۱	جامع مسجد بھوانی	۱۱	مزارات
۴۸۲	مسجد لاہالی	۴۶۴	جامع مسجد کرنال

۵۱۳	مسجد میں امام کا تقرر	۴۸۲	جامع مسجد جند
//	مدرسہ اصلاح الفکر	۴۸۳	جامع مسجد کلا نور
۵۱۴	جامع مسجد ڈل بازار شملہ	//	جامع دو جانہ
۵۱۵	جامع مسجد اوور بازار شملہ	۴۸۵	جامع مسجد فیروز پور جھڑک
//	کتبہ	۴۸۶	جامع مسجد بیوان
۵۱۶	عمید گاہ لکڑ بازار شملہ	۴۸۷	جامع مسجد موضع شاہ چوکھا
//	قصبہ مسجد (نزد تھانہ صدر) شملہ	۴۹۰	جہانگیری مسجد قلعہ کانگرہ
۵۱۸	جامع مسجد سولن	۴۹۱	قلعہ کانگرہ
۵۱۹	جامع مسجد	۴۹۴	قلعہ پر محمد شاہ تغلق کا قبضہ
۵۲۰	مسجد بلا سپور	۴۹۶	قلعہ پر فیروز شاہ تغلق کا قبضہ
۵۲۲	جامع مسجد کلو	۴۹۸	قلعہ پر جہانگیر بادشاہ کا قبضہ
۵۲۳	جامع مسجد	۵۰۱	شکتہ مسجد اندرون قلعہ
۵۲۴	منالی	۵۰۲	مسجد جہانگیری اندرون قلعہ
//	مسجد الرحمن جگت سکھ	۵۰۴	مسجد قلعہ نور پور
۵۲۶	مسجد مکلوڈ گنج دھرم شالہ	۵۰۵	قلعہ نور پور
۵۲۸	مکلوڈ گنج	۵۰۶	مسجد قلعہ نور پور
//	مسجد مکلوڈ گنج میں ویلفیئر کادفتر	۵۰۸	مسجد نور پور
۵۲۹	مسجد میں موجود تبتی ملازمین	۵۰۹	جامع مسجد بالو گنج شملہ
	سے گفتگو	۵۱۲	قدیم مسجد بالو گنج
//	تصویر کا قصہ	//	موجودہ مسجد
۵۳۰	ایک فوٹو فروش کی شہادت	//	مسجد بالو گنج پر ناجائز قبضہ

۵۳۰	بُجر صبح مسجد میں
۵۳۱	مسجد مکتوٰۃ النج کے متعلق آل انڈیا
//	مسلم مجلس مشاورت کی تجویز
۵۳۱	مسجد یول کینٹ
۵۳۲	مسجد پالم پور
۵۳۳	کتابیات
۵۳۸	تصویریں
//	
۵۴۰	=

مسجد کوٹلہ میوات

کوٹلہ، میوات کا ایک گاؤں ہے، جو دلی سے ۱۰۵ کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب میں اراولی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے، کچھ دور پہاڑ کی بلندی پر حسن خاں میواتی کا قلعہ ہے، جس کے پاس ایک مسجد بھی ہے، حسن خاں میواتی وہ ہے جس نے فیروز پور جھر کے قریب بابر بادشاہ سے زور آزمائی کی تھی جس پر بابر کو تعجب ہوا تھا، بابر نے اسی موقع پر کہا تھا کہ تو مسلمان ہو کر ہم سے لڑنا چاہتا ہے جسکے جواب میں حسن خاں میواتی نے کہا تھا، ہم اپنے ملک میں کسی کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتے، درانحالیکہ بابر بادشاہ بعض ہندو راجاؤں کی دعوت و تحریک پر ہندوستان آیا تھا، جو ایک تاریخی حقیقت ہے۔

کوٹلہ دراصل ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، جس میں میواتی مسلمان آباد ہیں اسی کوٹلہ میں ایک تاریخی مسجد تغلق کے دور کی ہے، جو بالکل صحیح و سالم حالت میں موجود ہے، مسجد کی پیشانی پر ۴۱ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ اونچا چوڑا سنگ سرخ تھا، جس پر خط کوئی فارسی کتبہ کندہ تھا، جس میں سے صرف اتنا پڑھنے میں آسکا ”بنا کرد این مسجد جامع بعہد محمد شاہ ابن فیروز شاہ تغلق عالی درجات“ یہ کتبہ اب مسجد کی پیشانی پر نصب ہونے کی بجائے مسجد کے صحن میں رکھا ہوا ہے، راقم الحروف اس تاریخی مسجد میں بعد نماز مغرب حاضر ہوا تھا، جہاں اندھیرا تھا، موم بتی وغیرہ کے سہارے مشکل مذکورہ عبارت پڑھی جاسکی، خیال

تھا کہ کسی دن حاضر ہو کر اس کی تصویر لے لی جائیگی، اور کتبہ نقل کر لیا جائیگا، مگر اس کا موقع نصیب نہ ہو سکا، یہ صورت حال بعض رفا کی سیمانی طبیعت اور ان کی جلد بازی کی وجہ سے پیش آئی، اگر ہم لوگوں نے اطمینان سے اس مسجد کا سروے کیا ہوتا تو آج اس کا صدمہ نہ ہوتا، اور مسجد کا تاریخی کتبہ محفوظ ہو گیا ہوتا، اندیشہ ہے کہ کہیں صحن میں رکھا ہوا یہ کتبہ ضائع نہ ہو جائے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ دروازے کی طرف سے اس کتبہ کو مسجد میں نصب کرانے کا بندوبست کر دیا جاتا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ یہ مسجد بلندی پر ہے، جس کی بیس میٹر حیوں کے بعد چبوترے پر پہنچتے ہیں، اس کے بعد چار میٹر حیاں مزید چڑھنے کے بعد مشرقی دروازہ میں داخل ہوتے ہیں، اسکے بعد صحن شروع ہوتا ہے، صحن میں سنگ خارا کے چوکے پتھے ہوئے ہیں، جو نہایت ہی مضبوط و مستحکم ہیں، صحن ۶۰ فٹ لمبا اور ۹۴ فٹ چوڑا ہے، صحن کے دائیں طرف سہ دری ہے، جس میں گاہوں کے پچے پڑتے ہیں، یہ مسجد سات در کی ہے جس کے اندر کل ۳۲ حجرے ستون ہیں، جن کو بڑے سلیقے اور قرینے سے تراشا گیا ہے، یہ ستون ایسے ہی ہیں، جیسے کے حصار فیروزہ (حصار) اور کلاں مسجد ترکمان گیٹ دلی اور فیروز شاہی دور کی دوسری مسجدوں میں نظر آتے ہیں، مذکورہ مسجد کا ہر ستون ۶ فٹ لمبا اور ۵ فٹ مربع ہے، مسجد ۶۰ فٹ لمبی اور ۲۷ فٹ ۹ انچ چوڑی ہے، سات محرائیں ہیں، اور ۶ میٹر حیوں کا عالیشان منبر ہے، صحن سے مسجد کے اوپر جانے کیلئے ۱۵ میٹر حیوں کا تنگ زینہ ہے جو جنوب میں ہے اس کا گنبد چھوٹا لیکن مضبوط ہے، مشرقی جانب وضو خانہ وغیرہ ہے، اور مشرق، جنوب میں مسجد کا کنواں ہے، اور اس مسجد میں تہہ خانہ بھی ہے۔

یہ مسجد بہت ہی سادہ ہے، لیکن تغلق فن تعمیر کا شاہکار نمونہ ہے، جو

پنجاب وقف بورڈ کے زیر انتظام ہے اور آباد ہے، اس کے اندر ایک مکتب بھی قائم ہے، اس کو دیکھنے کے بعد (چونکہ کافی رات ہو چکی تھی) دہلی کے لئے مالب ہوتے ہوئے روانہ ہونے کا ارادہ تھا، مگر اتفاق سے راستہ میں گاڑی خراب ہو گئی، جس کی وجہ سے کافی تاخیر ہو گئی تھی، اس کے باوجود مالب کے لئے روانہ ہو گئے، جہاں کی عظیم الشان عید گاہ دیکھنے کا ارادہ تھا عید گاہ سے پہلے مالب میں حضرت قاری محمد سلیمان صاحب، مہتمم مدرسہ تجوید القرآن آزاد مارکیٹ دہلی زیر تعمیر مسجد کا معائنہ کیا جو مالب میں شاہی طرز پر بنائی جا رہی ہے، حضرت قاری صاحب مالب ہی کے رہنے والے ہیں، اور ان کا مذکورہ بالا مدرسہ دہلی میں ہے، جو تجوید و قرأت کے میدان میں ایک ممتاز مدرسہ ہے۔

شاہی مسجد عید گاہ مالب

مالب کی وسیع و عریض مسجد عید گاہ کے بانی اور اسکے عہد تعمیر کے متعلق کوئی خاص واقفیت نہ ہو سکی، مگر یہ نہایت ہی عالیشان عید گاہ ہے، جو کسی بادشاہ کے دور کی تعمیر معلوم ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد تین سو سال پرانی ہے، جس کے تین در اور تین گنبد ہیں، اور جن کے کس طرح حالت میں ہیں مشرقی جانب کے دو مینار نہایت ہی بلند و بالا ہیں، اور ان کے بھی کلس محفوظ ہیں، ان کے درمیان میں بھی درمیانی در کے اوپر دو برجیاں ہیں، لیکن ان کے کلس نہیں ہیں، اور ۱۶ محرابیں ہیں، اور مغربی جانب کی دیوار میں بھی ۱۷ محرابیں ہیں، تین میڑھیوں کا قدیم منبر ہے۔ صحن کے مشرقی جانب بھی دو مینار ہیں، صحن ۶۹ فٹ لمبا اور ۷۲ فٹ چوڑا ہے، اور اندر سے مسجد ۵۸ + ۳ فٹ لمبی اور ۲۳ + ۸ فٹ چوڑی ہے، سہ دری ۸۳ فٹ ۱۱ انچ چوڑی اور ۲۰ فٹ ۸ انچ لمبی ہے۔

مسجد میں ۲۵ / محراب نما چھوٹے طاق ہیں، اور ۵ / بڑے طاق ہیں۔
 اس شاہی مسجد عید گاہ میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ فیض العلوم کے نام سے
 ایک مدرسہ قائم ہے۔
 مذکور بالا شاہی مسجد عید گاہ مالاب کی قدیم مسجد ہے، جس کا شمار میوات
 کی اہم مساجد میں ہوتا ہے۔

مسجد بھونڈی

”بھونڈی“ بریانہ کا ایک معروف گاؤں ہے، جو گوزگانوالاں سے ۱۵ کلو میٹر کے فاصلے پر جنوب اولی پہاڑ کے دامن میں الور روڈ کے کنارے واقع ہے، یہاں راجپوتوں کا مسکن ہے، کہا جاتا ہے کہ یہاں کے زیادہ تر باشندے فوج میں ہیں، ۴۷ء سے قبل بھی یہاں کے زیادہ تر مسلمان فوج میں تھے۔

اب یہ علاقہ سائق وزیر اعظم چندر شیکھر کے سیاسی اثرم کی وجہ سے زیادہ مشہور ہو گیا ہے، چندر شیکھر کے (روحانی کم سیاسی زیادہ) اثرم سے کوئی ۴۰ کلو میٹر کے فاصلے پر پچھتم میں مسجد ہے اب یہ علاقہ مسجد بھونڈی کے نام سے ہی جانا پہچانا جاتا ہے، خدا معلوم اس کا اصل نام کیا ہے۔

بھونڈی میں حضرت معین الدین چشتی کی تشریف آوری

مقامی لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے اجمیر شریف جاتے ہوئے اپنے مریدین و معتقدین کے ساتھ بھونڈی میں قیام کیا تھا، جب آپ کے عقیدت مندوں و ارادتمندوں کا قافلہ نے یہاں پڑاؤ ڈالا تو نماز پڑھنے کیلئے پانی کی ضرورت پیش آئی، بھونڈی میں پانی کہیں نظر نہیں آتا تھا، قافلہ والے پانی کے لئے سخت پریشان تھے، اسی اثناء میں ایک کتیا نظر آئی جس کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا، قافلہ والوں نے سوچا کہ قریب میں کہیں پانی ضرور ہوگا، جہاں سے یہ کتیا آئی ہے، چنانچہ قافلہ والوں میں سے چند لوگ کتیا کے جسم سے پانی کے

ٹپکتے ہوئے نشان کو دیکھتے ہوئے، آگے چلے کچھ دور گئے تو دیکھا کہ وہ کتیا ایک گھر سے نکلی ہے، قافلے والوں نے دروازہ پر دستک دی، گھر سے ایک بڑھیا نکلی، قافلہ والوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے لئے پانی طلب کیا، تو بڑھیا نے پانی دینے سے صاف انکار کر دیا، جب قافلہ والوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی بزرگی اور ان کی کرامتوں کا ذکر کیا تو بڑھیا نے کہا کہ میرا بچہ سخت بیمار ہے، اس شرط پر پانی دوں گی کہ میرا بیمار بچہ ان کی توجہات اور دعاؤں سے ٹھیک ہو جائے، قافلہ والوں نے بڑھیا سے کہا کہ تم اپنے بچہ کو حضرت خواجہ کی خدمت میں لے کر چلو، اور حضرت خواجہ سے دعاء کی درخواست کرو، اللہ کے فضل و کرم سے بچہ ٹھیک ہو جائیگا، چنانچہ بڑھیا اپنے بیمار بچہ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں لے کر گئی، حضرت خواجہ غریب نواز نے دعائی اللہ کے فضل و کرم سے وہ بچہ شفا یاب ہو گیا، جس سے حضرت غریب نواز کی کرامت و بزرگی کا خوب چرچا ہوا، یہ گاؤں بندورا جپوتوں کا تھا، پورا گاؤں حضرت غریب نواز کا معتقد ہو گیا، اور گاؤں والوں نے اصرار کیا کہ حضرت خواجہ ہمیں قیام کریں اور ہماری اصلاح و تربیت فرمائیں، مگر حضرت خواجہ اجمیر شریف کیلئے مقرر رکئے گئے تھے، جب حضرت خواجہ اپنے قافلے کے ساتھ اجمیر کیلئے روانہ ہوئے تو گاؤں والے بھی یہ کہتے ہوئے حضرت خواجہ کے قافلے میں شامل ہو گئے کہ خواجہ نے ہم کو مود لیا! مود لیا!

اس واقعہ سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ، بھونڈی ہندوستان کا پہلا مقام ہے جہاں سب سے پہلے حضرت اجمیری کے ذریعہ اسلام پھیلا، اور بھاری تعداد میں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے، بھونڈی میں حضرت خواجہ کی تشریف آوری کیوجہ سے بعد کے بعض مسلم سلاطین نے آپ کی جائے قیام پر آپ کی یادگار

میں عالیشان مسجد تعمیر کی۔
مسجد کافن تعمیر

مسجد مذکور کا شمار غیر منقسم پنجاب (موجودہ ہریانہ) کی قدیم ترین خوبصورت مساجد میں ہوتا ہے، جو چونہ پتھر کی بنی ہوئی ہے، جس کی عمارت گاؤد م طرز پر مستطیل ہے۔

یہ مسجد عثمینی حصہ سے عہد فیروز شاہی کی تعمیر معلوم ہوتی ہے، اور مسجد کی روکار عہد لودھی کی تعمیرات کی نمائندگی کرتی ہوئی نظر آتی ہے، غرضیکہ یہ عمارت تغلق اور لودھی تعمیرات کا حسین امتزاج ہے، جس کے عہد کا تعین نہایت ہی دشوار ہے، بانی مسجد کے نام کا علم اور ہی محال ہے۔

مسجد کا اصل باب الداخلہ مشرق میں تھا، (جہاں اب سرکاری موشیوں کا ہاسپٹل ہے) اس کا صحن ۶۷ فٹ مربع ہے، جس میں سنگ سیاہ کے چو کے نصب ہیں، جو امتداد زمانہ کی بنا پر خستہ و شکستہ ہو رہے ہیں، جس کے اندر جھاڑ جھنکار اور گوبر کا ڈھیر ہے، صحن کی چہار دیواری ہوئی ہے، جس پر استرکاری کی گئی ہے۔

مسجد کے تین محرابی در ہیں، جن کے نیچے سے اوپر تک ۲۶ چھوٹے چھوٹے محرابی طاق ہیں، تینوں دروں کی روکار پر اعلیٰ درجہ کی منبت کاری اور نقاشی کی گئی ہے، درمیانی در، بڑا ہے، اور دائیں بائیں کے در، قدرے چھوٹے ہیں۔

ان محرابی دروں کی پیشانیوں پر کنگورے بنے ہوئے ہیں، جو بڑے دلکش و دلآویز ہیں، اندر سے مسجد ۶۸ فٹ لمبی اور ۱۳ فٹ ۱۰ انچ چوڑی ہے، فرش پتھر اور چونہ کا عرصہ بنا ہوا ہے، مگر جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ رہا ہے، اسکی مغربی دیوار میں تین تین محرابیں ہیں، اور شمالی و جنوبی دیواروں میں بھی تین تین محرابیں ہیں، جو بہت ہی خوشنما معلوم ہوتی ہیں، ہر چہار جانب چھوٹی چھوٹی محرابیں بھی ہیں،

اور اندرون مسجد گول دائروں میں اللہ اللہ اور بعض گول دائروں میں یاوحساب لکھا ہوا ہے، اور بعض گول دائروں میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں ہے۔

تہہ خانہ

مسجد، میں تہہ خانہ بھی ہے، مقامی لوگوں کا بیان ہے، کہ جو بھی تہہ خانہ میں داخل ہوا، وہ لوٹ کر واپس نہیں آیا، بہت پہلے کچھ لوگ داخل ہوئے تھے مگر آج تک واپس لوٹ کر نہیں آئے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تہہ خانہ میں قیمتی خزانہ ہے۔ اس مسجد کے تین گنبد ہیں وسطی گنبد عالیشان ہے، مسجد موٹھ کے گنبدوں کی طرح ہے، التہہ دائیں بائیں کے گنبدوں کا طرز درمیانی گنبد سے جداگانہ ہے، ان گنبدوں میں دھاریاں بنی ہوئی ہیں، حالانکہ درمیانی گنبد شافعی طرز پر بنا ہوا ہے، مسجد کے غنمی حصہ میں ایک کھجور کا درخت ہے۔

منہدم دیوار

مسجد کی جنوبی دیوار منہدم ہو گئی ہے، اور سنگ بستہ بنیاد و اساس سے، گنبد تک کی دیوار گر گئی ہے، بلکہ گنبد کا کچھ حصہ بھی منہدم ہو گیا ہے، جس کی مرمت کی سخت ضرورت ہے، اگر اس کی طرف فوری توجہ نہیں دی گئی، تو جنوبی دیوار کی طرح دوسری دیواریں بھی منہدم ہو سکتی ہیں، مسجد کا غنمی حصہ مخدوش حالت میں ہے جو محتاج اصلاح و مرمت ہے، اگر اس کی طرف سے ذرا بھی غفلت برتی گئی تو یہ تاریخی مسجد، جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی یادگار ہے، منہدم ہو سکتی ہے۔ مسجد پنجاب وقف بورڈ کے زیر انتظام ہے، لیکن اس گاؤں میں زیادہ مسلم آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہے، وہاں کے چند مسلمان مسجد کو آباد کر نیکا پروگرام بناتے ہیں تو مقامی ہندو مزاحم ہوتے ہیں، اور نئی مسجد تعمیر کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، بلکہ تعاون کرنے کا یقین دلاتے ہیں، مگر اس تاریخی مسجد کو آباد کرنے

کی حمایت نہیں کرتے، بلکہ ان کا رویہ معاندانہ و مخالفانہ ہوتا ہے۔
وقف زمین

ریونیوریکارڈ کے مطابق مسجد کا رقبہ ۱۳ ارکنال ہے، جس کے بعض حصہ میں موبیشیوں کا سرکاری ہاسپٹل ہے، جو بالکل مسجد کے مشرقی دروازہ پر تعمیر ہوا ہے، مسجد سے ملحق کافی وقف اراضی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ قدیم سرکاری ریکارڈ سے وقف اراضی کی تحدید و تعیین کی جائے اور وقف اراضی کی احاطہ بندی کراوی جائے۔

مقبرے

مسجد کے صحن میں دو مقبرے ہیں، جن میں سے ایک بڑا ہے اور دوسرا چھوٹا ہے، جن کے اوپر شاندار گنبد ہیں، یہ مقبرے کن بزرگوں کے ہیں، ان کے ناموں کا علم نہیں ہو سکا اور ان میں کوئی کتبہ بھی نہیں ہے، جس سے تاریخ تعمیر اور صاحب مقبرہ کے نام و کام کا علم ہو سکے، یہ مقبرے بھی تغلق و لودھی دور کے معلوم ہوتے ہیں۔

مسجد درگاہ شیخ محمد موسیٰ پلہ

قصبہ نوح کا شمار میوات کے مشہور قصبہات میں ہوتا ہے، جو دلی سے ۸۰ کلومیٹر کی مسافت پر جنوب میں واقع ہے، یہاں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی ہے، ۷۷ء ۱۹ء میں یہاں کے مسلمانوں نے بہت کم ہجرت کی تھی کہتے ہیں کہ گاندھی جی یہ نہیں چاہتے تھے، کہ میوات کے مسلمان پاکستان جائیں، چونکہ یہ لوگ بڑے محنتی و جفاکش ہوتے ہیں، اور یہاں کی سخت زمینوں میں کاشتکاری کے لئے یہی لوگ موزوں ہو سکتے ہیں حالانکہ ۷۷ء میں یہاں کے مسلمان بھی پابہ رکاب ہو چکے تھے۔

قصبہ نوح میں دوہائی اسکول، ایک ڈگری کالج اور تین مدرسے ہیں کچھ اوقاف بھی ہیں، یہاں کا مشہور مدرسہ معین الاسلام ہے، جو ایک اقامتی ادارہ ہے یہ مدرسہ تبلیغی جماعت کے زیر اثر ہے، جس کے مہتمم مولانا محمد طیب صاحب ہیں، اسکے علاوہ حضرت مولانا نیاز محمد صاحب کا بھی مدرسہ ہے، راقم کو اس مدرسہ کے سالانہ امتحان میں ایک دفعہ ممتحن ہونے کا موقع ملا ہے، جس سے یہاں کے معیار تعلیم کا تھوڑا بہت علم ہوا، یہاں کے اساتذہ باصلاحیت ہیں، حال ہی میں دارالعلوم میوات بھی کھلا ہے، جسکے بانی حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب ہیں۔

قصبہ نوح میں جہاں آج کل دعوتی سرگرمیوں کا مرکز ہے، وہاں ایک قدیم روحانی مرکز بھی تھا، جو موضع پلہ نوح میں تھا، جہاں حضرت شیخ محمد موسیٰ کی خانقاہ

تھی، حضرت شیخ محمد موسیٰ شیخ فرید الدین گنج شکر کے نواسے اور حضرت نظام الدین اولیاء کے خاندان میں تھے، آپ کے بعض تذکرہ نویسوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ حضرت خواجہ نصیر الدین ”چراغ دلی“ کے خلیفہ تھے، حضرت شیخ محمد موسیٰ علم باطن و علم ظاہر کے جامع تھے، آپ اپنی خانقاہ میں جہاں لوگوں کی روحانی تربیت و تزکیہ نفس کرتے تھے، وہیں اپنے مدرسہ میں طلباء کو علوم قرآن و حدیث کا درس بھی دیا کرتے تھے، آپ کی خانقاہ اور آپ کا مدرسہ موضع پلہ میں تھا، جہاں آج بھی خانقاہ و مدرسہ کی قدیم عمارتیں موجود ہیں، جو کسی شیخ طریقت و مرشد کامل اور ماہر فن مدرس کی منتظر ہیں۔

حضرت شیخ محمد موسیٰ کا وصال ۷۲۳ھ میں ہوا تھا، آپ کی تدفین موضع پلہ میں ہوئی آپ کی قبر پر سنگ مرمر کا تعویذ ہے، جس کا جنگہ نہیں ہے، مگر سنگ مرمر کے ستون باقی ہیں، آپ کی درگاہ میں یہ لوح نصب ہے۔

درگاہ شیخ موسیٰ ۷۲۳ھ

ایں حجرہ شریف بنا نمودہ شیخ عبد الصمد بن خواجہ احمد

بن محمد باشم نبیرہ حضرت

بتاریخ نواز دہم شہر شوال ۱۱۴۲ھ مرتب شد

موسیٰ کہ بودیم عنایت بودست بہ پلہ ہدایت

تاریخ او خرد گفت اوصاحب سلسلہ ولایت

آپ کے سر جانے ”بہ جنت رسید“ کندہ ہے۔

درگاہ شیخ محمد موسیٰ نواب ہتھین کی تعمیر کردہ ہے، درگاہ کے صحن میں ایک

جگہ پانی جمع رہتا ہے، جس کے بارے میں مشہور ہے کہ جسم پر جو، مسے ہو جاتے ہیں وہ یہاں کے پانی سے ختم ہو جاتے ہیں۔

آپ کی درگاہ کے احاطہ میں سنگ خارا کی بنی ہوئی ایک شاندار مسجد ہے جو ۱۹ فٹ ۷ انچ لمبی، ۸ فٹ ۹ انچ چوڑی ہے اس کا صحن ۸۹ فٹ لمبا اور ۳۷ فٹ چوڑا ہے، اصل میں یہ عمارت ۹۹ فٹ لمبی ہے، لیکن اس کے تین حصے کر دیئے گئے ہیں، اس کا دروازہ مشرق میں ہے، یہ مسجد آباد ہے، مسجد کے احاطہ میں اب ایک دینی مدرسہ بھی قائم کر دیا گیا ہے، جن میں کچھ مقامی و بیرونی طلباء زیر تعلیم ہیں، اس مسجد کے علاوہ جنوب میں ایک اور مسجد ہے، جو تین در کی ہے، اور گوبان نما عمارت ہے، جو سنگ خارا کی بنی ہوئی ہے، یہ مسجد ۲۵ فٹ لمبی اور ۱۱ فٹ چوڑی ہے، جس کا صحن ۳۰ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے۔

ان دونوں مسجدوں کے علاوہ اسی احاطہ میں ایک تیسری مسجد بھی ہے، جو جنوب و مشرق میں واقع ہے، جسکو اونٹ والی مسجد کہتے ہیں، جسکے ارد گرد مزارات ہیں یہ مسجد ۳۱ فٹ ۷ انچ لمبی اور ۱۳ فٹ ۱۰ انچ چوڑی ہے، اور تین میڑھیوں کا منبر ہے۔ اس کا صحن ۵۳ فٹ لمبا اور ۳۷ فٹ چوڑا ہے، جس میں تین طرف سے دریاں ہیں، لیکن شمالی جانب کی سہ دری شہید ہو گئی ہے، اور مسجد کی چھت خستہ ہو رہی ہے، اور فوری مرمت طلب ہے، یہ مسجد درگاہ شیخ محمد موسیٰ کی مسجد سے بمشکل سو، دو سو قدم کی دوری پر ہے، مگر یہ مسجد ویران اور غیر آباد ہے، جو تعجب خیز بات ہے، احاطہ درگاہ میں واقع ان تینوں تاریخی مسجدوں کے علاوہ یہاں کئی قدیم عمارتیں ہیں، یہاں ایک دو منزلہ عمارت ہے، جس کی بالائی منزل

کو ذرا بھی حرکت دیجئے تو جنبش کرنے لگتی ہے، حالانکہ یہ بہت بڑی عمارت ہے، جس کی تعمیر میں عجیب فن تعمیر و آرٹ کا مظاہرہ کیا گیا ہے، غرضیکہ یہ یہاں کی قدیم و تاریخی عمارتیں فنی نقطہ نگاہ سے بھی بڑی اہمیت رکھتی ہیں، اور سیاحوں کے لئے بھی دلچسپی کا سامان فراہم کر سکتی ہیں!

مسجد مقبرہ ابراہیم سور نارنول

نارنول ایک تاریخی، ثقافتی قصبہ کی حیثیت سے مشہور رہا ہے، یہ انبالہ سے ۳۵۰ کلومیٹر مغرب میں اور دہلی سے ۱۵۰ کلومیٹر کی مسافت پر مغرب میں واقع ہے، نارنول کو مدارس و مساجد کا شہر کہا جاتا ہے، یہاں ۷۰۰ کے قریب مسجدیں تھیں، اور اسی طرح مدارس بھی تھے، اور ہر مدرسہ میں خانقاہ بھی ہوا کرتی تھی، یہاں علم و روحانیت کا بڑا امتزاج تھا، یہاں بڑے بڑے صوفیاء و مشائخ اور فقہاء و مجتہدین رہے ہیں، شیخ محمد ترک نارنولی مشہور بزرگ ہیں، یہ حضرت خواجہ عثمان ہاروٹی کے مرید و خلیفہ تھے، اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی، آپ کا شمار اولیاء کاملین میں ہوتا ہے۔

”مشہور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کو بادشاہ نے زبردستی ملک ٹھٹھہ کی جانب روانہ کیا، نارنول کے راستہ سے ٹھٹھہ کو چلے، جب نارنول سے ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچے، سواری سے نیچے اترے اتر کر شیخ محمد ترکؒ کے روضہ کی طرف روانہ ہوئے، روضہ کے اندر ایک پتھر لگا ہوا تھا تھوڑی دیر اس کے مقابل (سامنے) کھڑے رہے، پھر شیخ کی قبر کی طرف متوجہ ہوئے، جب زیارت سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا، اس میں کیا بھید تھا؟ فرمایا: کیا خوش نصیب ہے، وہ خدمت گار جس کی پرورش کے واسطے اس کے آقا اس کے گھر میں آئیں، میں نے حضرت ﷺ کی روح مبارک کو اس پتھر پر جلوہ

افروز دیکھا، جب تک وہ معنی مجھ پر منکشف رہے، میں اس پتھر کی طرف متوجہ رہا، جب وہ میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے، میں قبر شیخ کی طرف متوجہ ہوا، پھر حضرت نصیر الدین محمود مراقبہ میں گئے، اور سر اٹھا کر فرمایا:

”جس کسی کو کوئی سخت مہم پیش آئے وہ اس روضہ کی طرف متوجہ ہو، امید ہے وہ مہم آسان ہوئے“

ایک پیباک عقیدہ مند بھی وہاں موجود تھے، انہوں نے عرض کیا: ”اب خود آپ ہی کو مہم درپیش ہے“ آپ نے فرمایا: ”اسی سبب سے میں کہتا ہوں کہ میری دشواری کو حق تعالیٰ ان کی برکت سے آسان کرے۔“

دو تین منزل مارنول سے نہ گزرے تھے کہ بادشاہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت واپس، دہلی تشریف لے آئے، وہ پتھر اب تک ان کے مزار کے مقابل ہے، لوگ زیارت کرتے ہیں، رحمۃ اللہ علیہ، انکے علاوہ شیخ فیض اللہ مارنولی، شیخ حسن ابن ہشام مارنولی، شیخ ولی محمد مارنولی، اور قاضی شمس الدین شیبانی جیسے بلند پایہ فقہاء و محدثین ہمیں کے رہنے والے تھے، یہاں شیخ محمد ترک مارنولی اور قاضی شمس الدین شیبانی اور شیخ محمد مجد شیبانی کے مدرسے بہت مشہور تھے، آخر الذکر دونوں بزرگ مشہور فقیہ امام محمدؒ کی اولاد میں تھے، اور دونوں نے مارنول ہی میں علم و عرفان کی قدیلیں روشن کیں، یہاں کی خانقاہیں بھی بافیض تھیں، اب تو یہاں کی مسجدیں، مدرسے اور خانقاہیں سب ناجائز قبضے میں ہیں، اور زیادہ تر ان کی عمارتیں کھنڈرات اور آثار کی شکل میں موجود ہیں، مارنول کی جامع مسجد، محلہ درستان میں ہے جس کو آدینہ مسجد بھی کہتے ہیں، یہ مسجد بالکل خالی ہے، لیکن آسانی سے اس کا قبضہ نہیں

لے لے کرہ صوفیائے میوات، ص ۱۹۹، بحوالہ اخبار الاخبار اردو، ص ۷۰، ۷۱،

لیا جاسکتا ہے، چونکہ یہ مسجد خالص ہندوؤں کے علاقہ میں واقع ہے، جو بہت ہی متعصب و تنگ نظر اور عموماً شر مار تھی ہیں، اس شہر میں جدھر بھی نگاہ ڈالی جاتی ہے، ادھر مسجد کے گنبد ہی گنبد اور مینار ہی مینار نظر آتے ہیں، ۱۹۴۷ء میں یہاں بھی زبردست فساد ہوا تھا، جس کے نتیجہ میں مارنول، مسلمانوں سے خالی ہو گیا، یہاں اب صرف ایک مسجد آباد ہے، جو پنجاب وقف بورڈ کے زیر انتظام ہے، اور پندرہ بیس مسلمان آباد ہیں، یہاں کئی قدیم قبرستان ہیں، مگر اب یہاں کے مسلمانوں کی تدفین کے لئے کوئی قبرستان نہیں ہے، حالانکہ یہاں مسلمان بھی رہتے ہیں موت و زندگی ہر شخص کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ان کے لئے قبرستان کا نظم ہونا چاہیے۔

مسجد ابراہیم سور

مدرسہ ابراہیم سور، کے احاطہ میں مغربی جانب ایک شاندار مسجد ہے، جس کی محراب بہترین نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ ہے، لال اور سلیٹی رنگ کے پتھر سے تعمیر کردہ ہے، محراب کے اوپر درمیان میں آیہ الکرسی لال پتھر پر نہایت ہی واضح طور پر کندہ ہے، اس کے اوپر چھوٹی چھوٹی محرابیں بنی ہیں، اور ان میں گول دائروں میں اللہ بالکل صاف لکھا ہوا ہے، محراب میں بھی عربی رسم الخط میں کوئی عبارت ہے، جو سمجھ میں نہیں آتی، اس کے گنبد میں اکثر سلیٹی پتھر، معمولی سا لال پتھر بھی استعمال ہوا ہے، جو نہایت ہی مضبوط ہے، یہ مسجد تقریباً ۵۵ فٹ لمبی اور ۲۵ فٹ چوڑی ہے، مدرسہ کے بعد مسجد کے اصل دروازہ کے لئے سنگ خارا اور بھورے پتھر کا انتخاب کیا گیا ہے، یہ مسجد بھی شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ ہے، جو محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے، تقسیم تک اس میں نماز ہوتی تھی، اس مسجد کے اطراف میں متعدد مزارات ہیں، اور ہر عمارت کے اوپر کوئی نہ کوئی عربی و

فارسی کتبہ موجود ہے، مگر محکمہ آثار قدیمہ کی بے توجہی کی وجہ سے ان نادر و نایاب کتبہات کو نقصان پہونچایا گیا ہے۔

مسجد

اسی احاطہ میں جنوبی جانب ایک اور تین در کی مسجد ہے، اور جس میں تین گنبد ہیں اور دو مینار ہیں، اس کا صحن بہت ہی خستہ ہو رہا ہے، صحن کے دونوں طرف سے دریاں ہیں، اور مشرقی جانب حوض ہے جو سو کھا ہوا ہے، اور اس جانب بھی سے دری ہے، مسجد کی پیشانی پر یہ تاریخی کتبہ کندہ ہے۔

قطعہ تاریخ

چوں تعمیر شد ایں نجستہ بنا ز اکرام و لطف و عطاء

پئے سال تعمیر آں یو حسن بچشتا مامن اولیاء

۱۳۵۱

یہ مسجد بھی تقسیم تک آباد تھی، اب یہ محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام آگئی ہے، اس احاطہ کی تمام عمارتیں پتھروں کی بنی ہوئی ہیں، مارنول میں عموماً مذہبی عمارتیں پتھروں ہی کی بنی ہوئی ہیں، مقبرہ ابراہیم سور کے کچھ فاصلہ پر پرانی منڈی میں محمد اکبر قلی خاں کا، جل محل ہے، جو نہایت ہی خوبصورت ہے، اور ایک کھلے میدان میں ہے، اس میدان کے چاروں طرف درختوں اور مزارات کے آثار ہیں، غرضیکہ مارنول میں جس طرف بھی آدمی نکل جاتا ہے، اوہر کسی نہ کسی مسجد، خانقاہ یا مدرسہ کی عمارت پر نگاہ ضرور پڑتی ہے، اسی بنا پر اگر کہا جائے کہ یہاں ۷۰۰ / مسجدیں ۷۰۰ / مدرسے اور ۷۰۰ / خانقاہیں تھیں تو اس میں کوئی مبالغہ کی بات نہ ہوگی، یہاں کی وقف عمارتوں کے سروے کی سخت ضرورت ہے، جناب عبدالسلام صاحب، اسٹیٹ آفیسر پنجاب وقف بورڈ، ریواڑی، نے

راقم الحروف سے کہا تھا کہ دوبارہ نارنول کا سروے کیا جائے گا، سر دست سر سری نگاہ ڈال لی جائے، چونکہ اس وقت بوقت بہت کم تھا، مگر افسوس اسی درمیان عبد السلام صاحب کا تبادلہ ہو گیا جس کی وجہ سے دوبارہ یہاں سروے نہیں کیا جا سکا، ورنہ بہت سے واقعات و حقائق سامنے آتے جو یورڈ کے لئے مفید ہو سکتے تھے، نارنول کے بعد ہم لوگوں کو مہندر گڑھ جانا تھا، وہاں کی جامع مسجد دیکھنی تھی جو نیپانس محلہ کھڑیکان میں واقع ہے، یہ تین گنبد کی مسجد ہے، جس میں سہ دری بھی ہے، تقریباً ۲۳ سال پہلے جناب نسیم احمد صاحب I. A. S نے کھلوائی تھی، یہ مسجد آباد ہے، مسجد کے امام مولوی مبارک حسین صاحب ہیں، مسجد کی وقف جائیدادیں ہیں جن میں سے کچھ یورڈ کے قبضے میں ہیں، اور زیادہ تر ناجائز قابضین کی تحویل میں ہیں۔

مقبرہ ابراہیم سور

نارنول میں ابراہیم سور، جمال خاں افغان، اور شاہ ولایت کے مقبرے بہت مشہور ہیں، آخر الذکر دونوں بزرگوں کے مقبرے سلطان فیروز شاہ تغلق کے دور کے ہیں، جو شہر سے کچھ باہر ہیں، جہاں ہریانہ حکومت نے ایک خوبصورت پارک بنادیا ہے، یہاں سباحش چندریوس کا مجسمہ بھی نصب کر دیا گیا ہے، یہ پارک جنسی لال وزیر اعلیٰ ہریانہ کے دور میں بنا تھا، ہریانہ سرکار نے اس کا نام سادھوؤں کا گنبد رکھا ہے، جو ایک شراٹگریز بات ہے، جمال خاں افغان، اور شاہ ولایت کے مقبرے اسلامی فن تعمیر کے شاہکار نمونے ہیں، اول الذکر شیر شاہ سوری بادشاہ کے دادا ابراہیم سور کا مقبرہ، اپنے فن تعمیر کے اعتبار سے ہندوستان کے خوبصورت ترین مقبروں میں شامل ہے، اس کا گنبد نہایت ہی رفیع الشان ہے، مقبرہ کے اندر کالے پتھر کی ایک مضبوط قبر ہے، جس کا تعویذ صحیح و سالم ہے اور اسکے علاوہ دو بچوں کی قبریں

ہیں وہ بھی کالے پتھر کی ہیں، دائیں طرف چھت پر بننے کے لئے ۳۴ میٹر حیوں کا ایک زینہ ہے، اس کے اوپر چھتری بنی ہے، جو نہایت ہی مضبوط ہے البتہ چھت کچھ خستہ ہو رہا ہے، یہ چھتری ۸ میٹر حیوں پر مشتمل ہے، اور اسکے اوپر کلس ہے اور وہ بھی کالے پتھر کا ہے، بائیں جانب بھی چھت پر جانے کیلئے ۳۴ میٹر حیوں کا ایک زینہ ہے، اسکے اوپر ایک چھتری ہے، جو ۸ ستونوں پر مشتمل ہے، یہ ستون بھی کالے پتھر کے ہیں البتہ زیبائش و آرائش سے مزین ہیں، اسی طرح دوسری جانب بھی دو ایسی ہی چھتیاں ہیں جن میں کالے پتھر استعمال ہوئے ہیں، جن سے ماتم و غم کا اظہار ہوتا ہے، ان تینوں مقبروں کے علاوہ قلی خاں کا مقبرہ بہت ہی عالیشان ہے، جس میں بخط کوئی فارسی کتبہ ہے، یہ مقبرہ بھی فنی اعتبار سے خاصی اہمیت رکھتا ہے، اور فن تعمیر سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے دلچسپی کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔

مقبرہ ابراہیم سور، کی احاطہ بندی کر دی گئی ہے، یہ مقبرہ محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے، مگر یہاں بھی انتظام ویسا ہی ہے جیسا کہ اس محکمہ کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔

مدرسہ

مقبرہ ابراہیم سور، کے ملحق دائیں طرف ایک وسیع احاطہ ہے، جس میں چاروں طرف اونچی اونچی دیواریں ہیں، اس احاطہ میں دوسری عمارتوں کے ساتھ مدرسہ ابراہیم سور کی عالیشان عمارت بھی ہے، جس کو شیر شاہ سوری نے اپنے دادا کو ایصال ثواب پہونچانے کی نیت سے قائم کیا تھا، جس کی تفصیل ”ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں“ میں کچھ اس طرح ہے۔

”شیر شاہ سوری نے ایک مدرسہ مارنول میں قائم کیا، یہ مقام

اب ریاست پٹیالہ میں داخل ہے، مقام بوال جو حصار اور بے پور ریلوے کے درمیان میں ایک اسٹیشن ہے، وہاں سے پچھتم تیس ۳۲ میل دور واقع ہے مدرسہ کی عمارت بہت بڑی اور شاندار تھی، شیر شاہ سوری کے دادا ابراہیم سور، کی قبر یہیں واقع ہے ایک کتبہ جو مدرسہ کی عمارت میں اب تک لگا ہوا ہے اس سے تاریخ تعمیر ۹۲۰ھ ظاہر ہوتی ہے، مدرسہ و مقبرہ کے تعمیری مصارف ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ تھے، یہ مدرسہ شیر شاہ نے اپنے عہد حکومت سے پہلے دادا کے انتقال کے موقع پر بطور صدقہ جاریہ بنوایا تھا۔“

۱۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص ۲۸،

جامع مسجد فرید آباد

فرید آباد، صوبہ ہریانہ کا ایک مشہور صنعتی ضلع ہے، جو دلی سے ۳۲ ریلو میٹر کے فاصلے پر جنوب کی سمت میں شیر شاہ سوہی، سڑک (جی ٹی روڈ) کے کنارے واقع ہے، جہاں زیادہ تر بڑی بڑی فیکٹریاں ہیں، اور شاندار رہائشی کونٹھیاں بھی ہیں، اب کثرت آبادی کی بنا پر دلی اور فرید آباد کا فاصلہ بہت ہی مختصر ہو کر رہ گیا ہے، بلکہ فرید آباد کو دلی کا ایک حصہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو۔

فرید آباد ایک قدیم ترین آبادی ہے، جہاں ہمیشہ شرفاء و نوامین رہے ہیں، فرید آباد کے مشہور نواب سید احمد شفیق نیر فرید آبادی تھے، جو بلند پایہ ادیب و شاعر تھے، وہ ایک ناول ”کینولا“ کے مصنف بھی تھے، آپ کچھ عرصہ تک فرید آباد سے ایک ماہوار رسالہ ”تہذیب“ بھی نکالتے رہے، جو ادبی حلقوں میں خوب پڑھا جاتا تھا۔ سید احمد شفیق نیر ۱۸۶۷ء میں فرید آباد میں محلہ سید واڑہ میں پیدا ہوئے، اور ۲۹ سال کی عمر میں ۱۹۰۲ء میں ہمیں وفات پائی ان کا ایک مشہور شعر ہے: رع جمع ہیں میکش دیر مغاں میں

پوچھو تو نیر آج کہاں ہیں

آپ کے دو نامور صاحبزادے تھے، ایک سید ہاشمی فرید آبادی اور دوسرے سید مطلبی فرید آبادی، اول الذکر ۱۸۱۹ء میں فرید آباد میں پیدا ہوئے، آپ ۲۶ ر کتابوں کے مصنف تھے، شعر و شاعری سے بھی تعلق تھا، آپ نے طالب علمی ہی

میں طرابلس اور باقان کی جنگوں کے دوران پر جوش نظمیں لکھیں، ان سے طلباء مدرسۃ العلوم علی گڑھ میں، بہت مقبول ہوئے، جس کی پاداش میں مدرسۃ العلوم علی گڑھ سے نکلے گئے، آپ نے مسجد کانپور کی شہادت کے واقعہ سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی جس میں یوپی کے انگریز گورنر جیمس مسٹن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا: ع

اے قہرمان عارضی اے عامل نمرود و دش

شیدائی نصرانیت اے مسند پطرس نشیں

آپ کو مولوی عبدالحق بیابے اردو اور مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ کام کرینے کا موقع ملا بعد میں مولانا محمد علی جوہر سے آپ کا اختلاف بھی ہوا، چونکہ آپ پر حسرت موہانی کا رنگ غالب تھا، تقسیم ملک کے بعد آپ پاکستان منتقل ہو گئے تھے، وہاں انجمن ترقی اردو کے جوائنٹ سکریٹری کے فرائض انجام دیتے رہے، آپ کا انتقال ۱۹۶۳ء میں بمقام لاہور ہوا، آخر الذکر انجمن ترقی پسند مصنفین کے بانیوں میں سے تھے، آپ بھی ایک اچھے ادیب و شاعر تھے، مگر ۱۹۴۷ء میں فرید آباد سے پاکستان منتقل ہو گئے تھے، لیکن وہ اپنے وطن عزیز کو بھلا نہیں سکے ایک دفعہ جب فرید آباد آئے وہاں سے واپسی پر ایک نظم کہی، جس کا عنوان تھا، ”رخصتی سلام“ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں: ع

پرانے چند نشاں بھی ہیں غم میں ڈوبے ہوئے

نئی ابھرتی ہوئی صنعتوں سے شرمندہ

فلک مقام عمارات دل کشا سڑکیں

نئی وہ نسل کہ آنکھوں میں عقل تابندہ

سلام میری جنم بھومی تجھ کو لاکھ سلام

غم و خوشی کو لئے آج یاں سے جاتا ہوں

بچنے، دبے ہوئے ہونٹوں میں گارہا ہوں ضرور
 ولے بتا، نہیں سکتا کہ کیا میں گاتا ہوں
 یہاں سے دور نئے مجھو پیڑے بناتا ہوں
 پر اغتلاہ قدم ہر قدم اٹھاتا ہوں
 مجھے عزیز ہیں اپنے مقاصد عالی
 انہی کے جھنڈے اڑاتا ہوں گیت گاتا ہوں

آپ کا انتقال ۱۹۷۸ء میں لاہور میں ہوا، ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فساد
 میں سید احمد شفیق نیر فرید آبادی اور انکے صاحبزادے سید ہاشمی فرید آبادی اور سید
 مطلبی فرید آبادی کا ذاتی کتب خانہ بھی لوٹ لیا گیا تھا، اور یہ علم دوست حضرات
 خالی ہاتھ پاکستان ہجرت کر گئے تھے، منشی نیاز الدین صاحب مالک کتب خانہ انجمن
 ترقی اردو دہلی، جامع مسجد بھی فرید آباد کے رہنے والے ہیں، آپ کے دادا حکیم
 نصیر الدین صاحب اور والد حکیم عزیز الدین صاحب دونوں حاذق حکیم تھے
 اور منشی جی بڑے صاحب دل آدمی ہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔
 مشہور غیر مسلم شاعر جاوید و شٹ فرید آباد کے رہنے والے تھے، سید
 ابو تمیم بھی ہمیں کے باشندے تھے، ان کی مشہور تصانیف میں ملا فدوی، واردات
 لاہور اور لال دیوار وغیرہ ہیں۔

فرید آباد میں ۱۹۴۷ء سے قبل مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد تھی، یہاں
 مساجد، مقابر اور وقف جائیدادیں بھی ہیں ۱۹۴۷ء کے بعد بیشتر وقف جائیدادوں پر
 ناجائز قبضے ہو گئے، کچھ اپنوں اور کچھ غیروں کی وجہ سے یہاں کی وقف جائیدادیں تباہ
 ہوئی ہیں، قدیم فرید آباد میں فتح پور چندیلہ گاؤں (ریلوے لائن اور متھرا روڈ، بڈ کھل
 پل کے نزدیک) میں ۶۰/۷۰ بیگھ وقف زمین تھی، جو شاہی مسجد فرید آباد کی ملکیت

میں تھی جس میں کاشت ہوتی تھی، اب اس میں سرین صاحب اور سراج پراچہ صاحب کے کارخانے ہیں، جس کے خلاف، پنجاب وقف بورڈ نے مقدمہ کیا ہے، اس کے علاوہ بھی یہاں بہت سے اوقاف دوسروں کے ناجائز قبضوں میں ہیں۔

(۱۹۸۱ء میں مردم شماری کے مطابق فرید آباد کی مجموعی آبادی، ۲۴۰,۷۷۷، ۱۴۷۱۲۳ تھی جس میں مسلمانوں کی تعداد ۲۰۷ ہزار ہوگی اس ضلع میں بھی میواتی مسلمان آباد ہیں، اور یہاں بہت سے، مسلم گاؤں ہیں۔

فرید آباد

فرید آباد شیخ فرید بخاری کا بسایا ہوا شہر ہے، شیخ فرید بخاری اکبر کے مصاحبین خاصین میں تھے، شیخ فرید بخاری لاہور اور گجرات کے گورنر بھی رہے اور دوسرے مناصب جلیلہ پر بھی فائز رہے۔

اکبر بادشاہ نے شیر شاہ سوری کے ولی العہد سلیم شاہ کا تعمیر کردہ سلیم گڑھ جو جمنہ کے کنارے، لال قلعہ کے مقابل، میں ہے، جس میں آج کل میوزیم ہے، انہیں بطور جاگیر دیا تھا، جس میں شیخ کا قیام تھا، اسی سلیم گڑھ میں اکبر بادشاہ دہلی میں قیام کے دوران اکثر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، جس کا ذکر ترک جہانگیری میں موجود ہے۔

شیخ فرید بخاری نور الدین جہانگیر کے دور اقتدار میں بھی بڑے مقرب و معتمد رہے ہیں، آپ نے شاہزادہ خسرو اور جہانگیر کے جھگڑے میں جہانگیر کا ساتھ دیا تھا اور آپ نے ہی خسرو کو دریائے بیاس کے کنارے شکست دی تھی جس کے صلہ میں جہانگیر کی طرف سے ”مر تضی خاں“ کے خطاب سے سرفراز کئے گئے تھے۔

تعمیرات کا ذوق

اللہ تعالیٰ نے شیخ فرید بخاریؒ کو تعمیرات کا بڑا صاف ستھرا ذوق دیا تھا، آپ کو تعمیرات کرانے کے مواقع اور وسائل و ذرائع بھی میسر تھے، موصوف کو لاہور گجرات، پنجاب، ہریانہ، اور دہلی میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے، آپ جہاں بھی گئے وہاں کوئی نہ کوئی تعمیر منہرور کرائی، جب وہ ابتدائی دور میں سلیم گڑھ میں مقیم تھے، اس میں بھی کئی مکانات تعمیر کرائے تھے، بیمار شاہ ظفر مارگ پر (جہاں آج کل مولانا آزاد میڈیکل کالج ہے) سرائے فرید بخاری تھی، جس کا ذکر سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں کیا ہے، اور اس کا نقشہ بھی پیش کیا ہے، انگریزوں نے سرائے کی عمارت میں تھوڑی بہت ترمیم و اضافہ کر کے جیل خانہ بنادیا تھا، لاہور میں بھی انہوں نے مسجد تعمیر کی تھی، جس کا ذکر عبد اللہ چغتائی نے ”مساجد لاہور“ میں کیا ہے، مگر اب یہ مسجد شہید ہو چکی ہے، شیخ صاحب نے لاہور میں کوئی مارکیٹ بھی بنوائی تھی، لیکن اسکی تفصیل نہیں ملتی، گجرات کی تعمیرات بڑی اہمیت رکھتی ہیں، احمد آبادی عالم وجیہ الدین کا روضہ اور یہاں کی مسجد انکی تعمیر کردہ ہے، احمد آباد میں ایک محلہ بھی تعمیر کیا تھا، جو انکے نام پر بخاری محلہ کہلاتا ہے، شیخ فرید بخاری نے اپنی تصنیف ”ذخیرۃ الخوامین“ میں شیخ فرید بخاریؒ کی شخصیت اور انکی تعمیرات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں۔

”خلق و تواضع و ملائمت خاصہ صفات اویودہ، بیچ کس درشتی نکرد و دور

لاہور و اکبر آباد و گجرات و دہلی و فرید آباد، رباط و سراہا و کھڑا خانقاہ و تالاب و بنا نمودہ، و امام و مؤذن و جاروب کش در مساجد مقرر کردہ حاصل بازار و کھڑورہا بھر فاما بیانہ آن مردم کردہ و سراہا و اوقف کردہ، کہ مردم آئندہ و دروندہ بے اجورہ و دہا شد و خرچ بھٹیاریا کہ نگہبان سرا، و دروازہ انداز و کاکین کہ بنا کردہ لوسہ و دہا شد، آنچہ در علم صفات حسنہ منحصر بر ذات حمیدہ صفات و محسن

عادات اویودہ ۱۔

۱۱۱

حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک خط میں ان کی تعمیرات مساجد کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

”ایک درویش لاہور کی طرف سے آیا ہوا تھا کہ میں نے بیان کیا کہ شیخ جیو پرانی مندری کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کیلئے حاضر ہوئے تھے، اور میاں رفیع الدین نے آپ کے انکسار کے بعد کہا کہ نواب شیخ جیو نے اپنی حویلی میں جامع مسجد بنائی تھی، (یہ ان دنوں کا ذکر ہے، جب نواب شیخ فرید لاہور کے گورنر تھے) الحمد للہ علی ذالک، حق تعالیٰ آپ کو زیادہ توفیق عنایت فرمائے مخلعوں اور یاروں کی اس قسم کی باتیں سنکر بہت ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی مشہور تصنیف انفاس العارفین میں شیخ فرید بخاریؒ کا ذکر کیا ہے، شیخ فرید بخاریؒ نے ایک رفاہ عام کی عمارت کی تعمیر کی خوشی میں ایک ضیافت کی تھی شاہ صاحبؒ نے اس کا بھی تذکرہ کیا ہے، جس میں عمائدین شہر شریک ہوئے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں :

”شیخ فرید بخاریؒ کہ از اعظم امرائے آل زمان بود، و جامع بود در میان نجابت و صلاح و اعتقاد مشائخ صوفیہ، عمارتے تعمیر داد، کاروانسرائے مشہور یاد گیرے۔“

جامع مسجد فرید آباد

جامع مسجد فرید آباد ایک گھنٹی اور گنجان آبادی میں واقع ہے، جسکے مشرقی صدر دروازے کے دونوں طرف دکانیں اور مکانات ہیں، ان دکانوں اور مکانات

۱۔ ذخیرۃ الخواص مطبوعہ لکھنؤ کوثر، ص ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰

کی وجہ سے مسجد کا حسن و جمال متاثر ہو رہا ہے، حالانکہ صدر دروازہ پر ایک خوشنما ڈیوڑھی ہے اس کے بعد وسیع و عریض پر رونق صحن کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جس سے ملحق دائیں طرف حجرہ ہے جو ۱۳۱۵ھ کی تعمیر ہے، جس میں ایک بڑا مزار اور دو چھوٹے مزار ہیں، حجرہ کی روکار پر ”منزل جاودانی اعظم“ لکھا ہوا ہے، بائیں طرف وضو خانہ وغیرہ ہے صدر دروازہ سے ملحق دائیں مسجد کے امام و خطیب مولانا نور محمد صاحب چندینی کاربانٹی حجرہ ہے، صحن صاف ستھرا ہے، جس میں سنگ سرخ کے چوکے پیچھے ہوئے ہیں، جس کی لمبائی ۶۸ فٹ ۸ انچ اور چوڑائی ۱۴۸ فٹ ۱۱ انچ ہے، صحن کی احاطہ بندی ہوئی ہے، اور یہ سب مولانا نور محمد صاحب کی کرائی ہوئی ہے۔

فارسی کتبہ

جامع مسجد فرید آباد ۱۳۱۵ھ میں تعمیر ہوئی تھی، جس کے بانی شیخ فرید بخاری تھے، جنہوں نے فرید آباد، آباد کیا تھا، مسجد کی پیشانی پر یہ فارسی کتبہ کندہ ہے۔

یا اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بعہد شاد نور الدین جہانگیر شہنشاہی بدیں و داد و احسان
اساس میں بنامی خیر بہاد فرید عصر ملت مرتضیٰ خاں
بجز و شوکت وجود و شجاعت خلف ابن الخلف تاشاد مرداں
رقم خیر البقاء از خامہ سپرز پے تاریخ میں جاوید بنیان،

۱۳۱۵ھ

یہ مسجد تین در کی ہے، جس کے درمیانی در میں دروازہ بائیں دو گول دائرے ہیں، جن میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے، اسی طرح دونوں طرف چھت پر چڑھنے کیلئے

۱۹ میٹر حیوں کے دو تنگ زینے ہیں، چھت کے اوپر بھی دو محرابیں بنی ہیں، ان میں بھی دو گول دائرے ہیں اور ان میں یابدوح لکھا ہے۔

مسجد میں سردست ایک ہی گنبد ہے، جو وسط میں ہے، اس گنبد کے اوپر جانے کے لئے ۷-۷ میٹر حیوں کے دو زینے ہیں، دائیں بائیں کے گنبد شہید ہو چکے ہیں، مغربی و جنوبی جانب صرف ایک مینار باقی ہے، باقی سات مینار شہید ہو چکے ہیں، مولانا نور محمد صاحب کا بیان ہے، (جو ۱۹۶۰ء سے اس مسجد میں امام و خطیب ہیں) کہ جب میں امام ہو کر اس مسجد میں آیا تھا اس وقت بھی یہ تمام مینار شہید تھے، گمان غالب ہے کہ ۱۴۷۰ء میں ان میناروں کو ظالموں نے نقصان پہنچا دیا ہو۔

اندرون مسجد

مسجد کی چھت کافی اونچی ہے، جس کی وجہ سے مسجد گرمی کے دنوں میں بھی ٹھنڈی رہتی ہے، اور اس میں نماز پڑھنے میں بڑا سکون حاصل ہوتا ہے، اندرون محراب چار گول دائروں میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے، دائیں بائیں بھی دو، دو گول دائروں میں کلمہ ہے، شمال و جنوب کی دونوں محرابوں کے اوپر دو گول دائروں میں کلمہ کندہ ہے، درمیانی محراب کے دونوں جانب دو چھوٹے چھوٹے طاق ہیں، مسجد کے نیچے تہہ خانہ ہے، اور تہہ خانے کے دروازے پر ٹوپین داس کا قبضہ ہے، جو لہ جامع مسجد کے ملحق دائیں جانب ایک قدیم عمارت ہے، جس میں کئی کمرے بنے ہوئے ہیں یہ عمارت لکھوری اینٹوں کی بنی ہوئی ہے اس میں تین محرابیں ہیں جن میں سے دو محرابیں بند کر دی گئیں ہیں، اس کے علاوہ کتابی پتھر کا بنا ہوا ایک وسیع و عریض کمرہ ہے، اس احاطہ میں ایک مقبرہ بھی ہے جو آج بھی موجود ہے، مقامی لوگوں کا بیان ہے کہ یہاں شیخ فرید بخاری کا قائم کردہ مدرسہ تھا، یہاں تقریباً ایک ہزار گرز زمین ہے جس کے اوپر ٹوپین داس قابض ہے، (قاسمی)

غیر مسلم پنجابی ہے، کہا جاتا ہے کہ مسجد کے نیچے ایک سرنگ بھی ہے۔
مقبوضہ وقف اراضی

بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد کی ۳۰ ایکڑ وقف زمین ۵۲ گاؤں میں تھی، مثلاً بادشاہ پور، وزیر پور اور چندیلہ وغیرہ گاؤں میں، چندیلہ گاؤں میں زرعی زمین تھی جس کو عبدالحق پراچہ صاحب نے اپنے نام لکھوایا تھا، اب یہ گاؤں فرید آباد شہر میں آگیا ہے، جس میں سراج پراچہ سابق چیئرمین دلی وقف بورڈ کا کارخانہ ہے، جسکے خلاف بورڈ نے مقدمہ دائر کیا ہے، اور کورٹ میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ مسجد کے شمال کی طرف ایک کنواں بھی تھا جس کے بارے میں سکھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بابا صاحب کا کنواں ہے، جس میں لٹک کر وہ عبادت کرتے تھے، جس کو اب غیر مسلموں نے بند کر دیا ہے، اس کے علاوہ مسجد کے اطراف میں اور بھی ناجائز قبضے ہیں، ان میں سے بعض ناجائز قابضین کرایہ دیتے ہیں، اور بعض کرایہ دینے سے انکار کرتے ہیں، یہاں کے مقبوضہ مکانوں میں ایک دینی مکتب تھا، جس پر ناجائز قبضہ ہے، جسکی کافی وقف زمین ہے، گمان غالب ہے کہ یہ مکتب مسجد کے ساتھ ہی بنا ہے، پندرہ، بیس سال قبل پنجاب وقف بورڈ نے اسکی وقف اراضی پر ناجائز قبضے کے خلاف مقدمہ جیت لیا تھا لیکن ابھی تک بورڈ قبضہ نہیں لے سکا ہے، صحن کے دائیں طرف موجود مقبرہ کے علاوہ بھی اسی احاطہ میں ایک مقبرہ ہے، لیکن اب اس میں ایک شرمار تھی خاندان آباد ہے، مقبرہ پر قبضہ کرنے کی وجہ سے یہ خاندان برباد ہو گیا ہے، لیکن قبضہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے، یہ کڑوروں روپیہ کی جائیداد ہے، اس ناجائز قبضے کے خلاف بھی بورڈ کی طرف سے کارروائی ہونی چاہئے، اس مسجد پر بھی تقسیم کے بعد حکیم موہن لال کا قبضہ ہو گیا تھا، اسکے علاوہ بھی دس خاندان آباد تھے، ۱۹۵۸ء میں یہ مسجد خالی ہوئی تھی، اس

مسجد کی وقف اراضی تباہ و برباد کرنے میں شوکت علی سابق متولی مسجد کا زبردست ہاتھ ہے، اس کو کر نل محمد سعید صاحب نے متولی دے دیا تھا، اور اس نے متولی ہوتے ہی وقف اراضی میں خورد و برد کرنا شروع کر دیا تھا۔

امامت و خطابت

مسجد کے موجودہ امام و خطیب مولانا نور محمد صاحب چندینی ہیں جو علما میوات میں اپنے کردار و گفتار کے اعتبار سے ممتاز عالم دین اور قلندرانہ مزاج کے حامل ہیں، انہوں نے بڑی جدوجہد کر کے اس مسجد میں تعمیرات کا کام کیا ہے وضو خانہ وغیرہ کی تعمیر اور صحن کی مرمت آپ ہی کی جدوجہد سے ہوئی ہے، مولانا نور محمد صاحب ۱۹۶۰ء میں بحیثیت امام و خطیب یہاں آئے تھے اور اس وقت سے آج تک یہاں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، مولانا ایک اچھے واعظ بھی ہیں، انکے مواعظ حسہ سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

عید گاہ

یہ عید گاہ بابانگر سیکٹر ۱۹ فرید آباد میں تالاب کے جنوب میں دو تین سو قدم کے فاصلے پر واقع ہے، یہ شیخ فرید بخاریؒ کی تعمیر ہے، جس کا ذکر شیخ اکرام نے بھی کیا ہے، یہ جامع مسجد، فرید آباد کے ساتھ تعمیر ہوئی ہے، عید گاہ آباد ہے، اب اس کو مسجد کی شکل دے دی گئی ہے، اس کی محرابی دیوار محفوظ ہے، اس کے اطراف میں مسلم آبادی ہے، اس عید گاہ کو راقم الحروف نے دیکھا ہے، اب یہاں دو منزلہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

تالاب

بابانگر فرید آباد میں ایک قدیم تالاب بھی ہے، جس کا ذکر شیخ فرید بخاریؒ نے

تعمیر کرایا تھا، اور اس کے لئے ۳۰۰ سو بیگھ زمین وقف کی تھی، اس تالاب میں عورتیں بچوں کیلئے غسل کرتی تھیں، اور اللہ کے فضل و کرم سے انکی مرادیں بھی پوری ہو جاتی تھیں، یہ تالاب اب گورنمنٹ کے قبضے میں ہے، اور اسکے زیادہ تر حصے کو پارک کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا ہے، اس تالاب کا ذکر قدیم ماخذ و مراجع میں ملتا ہے، اور اسی تالاب کے جنوب میں بابا نور الدین ولایت بیگ شاہ کا مقبرہ ہے، یہ درگاہ ایک کمیٹی کے زیر انتظام ہے، جسکے صدر بلد یوراج آجوجہ ہیں، اس کے ممبران میں مولانا نور محمد صاحب کا بھی نام شامل ہے، اس مقبرے کے احاطے میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے مقبرے کی احاطہ بندی کر دی گئی ہے۔

مسجد سید واڑہ

سید واڑہ میں تقسیم سے قبل مسلمانوں کی بڑی آبادی تھی، یہاں پر ایک عالیشان مسجد تھی، جس میں اب گوردوارہ ہے، مسجد مذکور میں منشی نیاز الدین فرید آبادی ثم دہلوی مالک کتب خانہ انجمن ترقی اردو نے نماز پڑھی ہے، منشی نیاز الدین صاحب نے بیان کیا کہ ۱۹۴۷ء میں یہاں کوئی خاص فساد نہیں ہوا تھا، لیکن ایک مسلمان کے قتل ہو جانے کی وجہ سے، فرید آباد کے تمام مسلمان اجتماعی طور پر ہجرت کر گئے تھے، سید واڑہ ہی میں سید ہاشمی فرید آبادی کا خاندان رہتا تھا۔

مسجد شاہ نجم الحق سہنہ

”سہنہ“ ایک تاریخی و ثقافتی قصبہ ہے، جو دلی سے ۶۰ کلومیٹر کی دوری پر جنوب میں اراولی پہاڑی کے وامن میں واقع ہے، اس کی اونچی پہاڑی ایک اہم تفریح گاہ کی حیثیت رکھتی ہے، جہاں ہریانہ اور دلی کے لوگ سیر و تفریح کیلئے جاتے ہیں، اور شام کو یہاں بڑا ہجوم ہو جاتا ہے، جسکی وجہ سے بڑی رونق ہوتی ہے۔ یہاں گرم پانی کا چشمہ بھی ہے، جو جلدی امراض کے لئے اکسیر کا کام دیتا ہے، یہ گرم چشمہ گندھک کی کان سے نکلتا ہے، جس کے پانی کا رنگ اور اسکی بوند گندھک جیسی ہوتی ہے۔

سہنہ میں ۲۰ مسجدیں ہیں، جن میں سے صرف پانچ مسجدیں آباد ہیں، یہاں پر متعدد شاندار مقبرے ہیں، جنکے اوپر کھجی و شکستگی کے آثار نمایاں ہیں، یہاں پر نو گزہ پیر کا مزار بھی ہے، اسوقت یہاں دو تین ہزار مسلمان رہائش پذیر ہیں، جو زیادہ تر میوات اور اسکے اطراف و اکناف کے رہنے والے ہیں، ۱۳۷۱ء میں یہاں کی کچھ مسلم آبادی پاکستان ہجرت کر گئی تھی، علاقہ میوات بھی تھوڑا بہت متاثر ہوا، لیکن اس کے باوجود ۸۰ فیصد آبادی یہیں رہی۔

مسجد شاہ نجم الحق

مسجد نجم الحق ۱۳۸۱ء کی تعمیر ہے، جو لال پتھر کی بنی ہے، کافی بلندی پر واقع ہے، بارہ کشادہ میز حیوں کو طے کرنے کے بعد اسکے صدر دروازہ میں داخل

ہوتے ہیں، صدر دروازہ پر ایک خوبصورت ڈیوڑھی بنی ہوئی ہے، جس کے اوپر ایک عالیشان گنبد ہے، ڈیوڑھی کے مشرق و جنوب میں عربی و فارسی کے کتبات ہیں، جن کے حروف امتداد زمانہ سے مٹ رہے ہیں، اس عالیشان گنبد کے بعد صحن مسجد میں ایک اور گنبد ہے، جو پہلے گنبد سے قدرے چھوٹا ہے، مسجد کا صحن تقریباً ۷۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہے، جس کے چاروں طرف بڑے عمدہ قسم کی بارہوری بنی ہوئی ہے، جو مدرسہ کے لئے بنائی گئی ہے، مسجد مذکورہ نودری کی ہے، جس کی سرخ دیواروں و دروں پر قرآنی آیات کی مختلف سورتیں کندہ ہیں، اسکی چھت ۳۶/۸ حشت پہلو جگری ستونوں پر قائم ہے، جنکے اوپر گول دائروں میں شمالی جانب کی محراب کے علاوہ باقی محرابوں میں اللہ، اللہ کندہ ہے، اس میں ۷/۱ میٹر حیوں کا زبردست منبر ہے جو دلی کی کال مسجد ترکمان گیٹ کے طرز کا ہے، جو نہایت ہی دیدہ زیب ہے۔

یہ مسجد تقریباً ۸۰ فٹ لمبی اور ۵۰ فٹ چوڑی ہے، اس کا فرش بھی لال پتھر کا ہے غرضیکہ مسجد نجم الحق اپنے آرٹ و فن تعمیر کے اعتبار سے ہریانہ کی خوبصورت ترین مساجد میں شامل ہے۔

واضح رہے کہ یہاں پہلے مدرسہ بھی تھا اور خانقاہ بھی ان دونوں کی نگرانی حضرت شاد نجم الحق کے سپرد تھی، جو اپنے عہد کے مشہور عالم دین اور بلند پایہ مدرس اور شیخ طریقت تھے، آپ فصوص الحکم، اور نقد الفصوص جیسی معرکہ الاراء کتابوں کا درس دیا کرتے تھے، اس وقت آپ کے درس کا بڑا شہرہ تھا، آپ کے متعلق حضرت مولانا حکیم عبداللہ صاحب، نزحۃ الخواطر میں لکھتے ہیں :

”اکابر مشائخ چشتیہ میں سے تھے، خداوند کریم کا ان پر بڑا فضل تھا،

کہ شیخ عبدالعزیز بن الحسن العباسی دہلوی کی صحبت پر اثر میں علوم کسبیہ و معارف

وہیہ میں کمال حاصل کیا بدۃ العمر فقر و غنا اور تسلیم و رضا کے چادو پر رواں دواں
رہے، فصوص الحکم اور نقد الفصوص اور اس قسم کی دوسری کتابوں کا انتہائی
تحقیق و دیدوری سے درس دیا کرتے تھے، اکبر نے فتح پور سکری میں شاہی
محل کے قریب آپ کے لئے عبادت خانہ بنوایا۔

مسجد نجم الحق میں سرکاری اسکول

واضح رہے مسجد مدرسہ نجم الحق کے کمروں میں آج بھی سرکاری اسکول
قائم ہے، اس اسکول کے پٹ مدرسہ کے ان کمروں کے علاوہ نعتیہ اور مسجد کے اندر
بھی پڑھتے ہیں، اور ان کی استانیات مسجد میں کرسیوں پر بیٹھی رہتی ہیں۔

راقم الحروف اپنے رفقاء کے ہمراہ اس مسجد کا سروے کرنے گیا تو مسجد
میں اسکول کی استانیات موجود تھیں، انہوں نے شروع میں ہم لوگوں کو مسجد دیکھنے
اجازت دے دی تھی، اس کے کچھ دیر کے بعد انہوں نے کہا کہ ہمارے آفیسر
آجانے کے بعد ہم کو ڈانٹ ڈپٹ کریں گے، آپ لوگ مسجد کو خالی کر دیں، مسجد
کے صحن میں واقع گنبد میں اسکول کا دفتر تھا، اس میں ایک قبر بھی تھی جسکے اوپر چادر
چڑھی ہوئی تھی، اسکے گرد کرسیاں پھٹی ہوئی تھیں، ایک صاحب نے راقم الحروف
کو بتایا کہ یہ شاہ نجم الحق کی قبر ہے، جن کا اکبر بادشاہ بڑا معتقد تھا، اور انکو اپنے بعض
جنگی مہموں میں اپنے ساتھ رکھتا تھا، یہ مسجد بھی اکبری دور کی تعمیر ہے، کئی سال
قبل مسجد کو واکزار کرانے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن مقامی ہندوؤں کی مزاحمت کی
وجہ سے مسجد خالی نہیں ہو سکی، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مسجد کو خالی کرانے
کی کوشش کی جائے، اس سلسلہ میں مقامی لوگوں کے تعاون سے پنجاب وقف بورڈ
ایک اہم رول لدا کر سکتا ہے، ذمہ داران بورڈ کو مسجد کے انخلاء اور اسکی آباد کاری کے

لہ نزحۃ الخواطر، ج ۳ ص ۸۰،

کے مسئلے کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے، یہ مسجد آباد ہو سکتی ہے، چونکہ مسجد پر حکومت کا ناجائز قبضہ ہے۔

مسجد بارہ کھمبا سہنہ

سہنہ کی شاہی مسجد جسکو مسجد بارہ کھمبا والی بھی کہتے ہیں، یہ مسجد محلہ پرانا بس اسٹینڈ میں واقع ہے، جسکی تاریخ تعمیر ۱۲۸۱ء ہے، جو مسجد نجم الحق سے بہت پہلے کی بنی ہوئی ہے، اور اس میں تقریباً ۳۵ سال سے نماز ہو رہی ہے۔

یہ مسجد تین در اور تین گنبد کی ہے، ۶۵ فٹ لمبی اور ۱۰ فٹ ۱۰ انچ چوڑی ہے، اور اسکا صحن ۶۵ فٹ لمبا اور ۱۱ فٹ چوڑا ہے، مسجد میں مدرسہ دارالاصلاح قائم ہے جو پنجاب وقف بورڈ کے ماتحت ہے، یہ مسجد تخلق طرز کی بنی ہوئی ہے، مسجد کے موجودہ امام محمد کلیم کاشفی ہیں، جو میوات کے رہنے والے ہیں اور ایک صالح نوجوان عالم ہیں۔

گمنام مسجد

یہ مسجد سہنہ میں مالیوں کے محلہ (وارڈ نمبر ۲) میں غدار توں کے پچ میں واقع ہے، جو سڑک سے ہی نظر آتی ہے، اور تین در اور تین گنبد کی ہے، اندرون مسجد محرابیں بنی ہوئی ہیں، مغربی دیوار کی محراب کے درمیان دو چھوٹے گول دائروں میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے، جو بالکل صاف ہے اور مسجد کی دیوار پر قرآنی آیات کندہ ہیں، یہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی مسجد ۸۰ فٹ لمبی اور ۳۰ فٹ چوڑی ہے اور اسکا صحن ۸۰ فٹ مربع ہے، مسجد کے اندر گوبر اور بھس بھرا ہوا تھا، مسجد کے جنوب میں چھت پر جانے کیلئے ۱۶ میٹر جیوں کا ایک تنگ زینہ بھی ہے، یہ مسجد غیر آباد ہے، اس مسجد کی آباد کاری پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے، اسی مسجد کے قریب ایک مقبرہ بھی ہے۔